رجسٹرڈ ایل نمبر

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

انّ اللہ لا یغیّر ما بقومٍ حتّٰی یغیّروا ما بانفسہم

الحکم

(چہ گویم با تو گر آئی بہادر قادیان بینی * دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی)

نمبر ۱۴ | دارالامان قادیان ۲۷ ذی الحجہ سنہ ۱۳۱۸ ہجری مطابق ۱۷ اپریل سنہ ۱۹۰۱ء | جلد ۵

رُوئیداد جلسۂ عید اضحیٰ

حضرت اقدس کی خواہش

حضرت اقدس امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دلی آرزو اور تمنا رہتی ہے کہ ہمارے احباب کو یہاں دارالامان میں بار بار آنے کا موقع ملے۔ اور اسطرح یہاں رہ کر ہر ایک شخص کو اپنے تزکیۂ نفس اور تصفیہ باطنی اور تجلیہ روح کے لئے عملی ہدایتیں مل سکیں۔ اس غرض کے پورا کرنے کے لئے آپ نے سال میں تین جلسے مقرر کر رکھے ہیں عیدالفطر اور بڑے دن کی تعطیلوں میں۔ اس کے علاوہ بھی بعض امور مہمہ دین کی خاطر حسب ضرورت جلسے کئے جاتے ہیں۔ مگر یہ جلسہ جس کی روئیداد ہم لکھنے کو ہیں اُن معمولی جلسوں میں سے ایک جلسہ ہے جو ہر سال عید اضحیٰ کی تقریب پر ہوتا ہے۔

جلسہ کی اطلاع

یوں تو پہلے ہی سے سب احباب کو معلوم ہے کہ عید اضحیٰ پر جلسہ ہوتا ہے اور اسکی اطلاع کسی مطبوعہ اشتہار کے ذریعہ سے نہیں دی جاتی مگر ہمارے محسن و مخدوم مولٰنا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی جنھوں نے ایک عرصہ دراز سے حضرت امام کی صحبت میں رہنا اپنے لئے لازم کر لیا ہے اور اس صحبت سے قابل رشک فائدہ اُٹھایا ہے اپنے کامل ایمان کی وجہ سے ہمیشہ دوستوں کو دارالامان میں آنے اور رہنے کی تاکید بجائے خود کرتے رہتے ہیں اور اس لحاظ سے کہ مومن کامل تب ہوتا ہے جب کہ اپنے بھائی کے لئے بھی وہی پسند کرے جو اپنے لئے چاہتا ہے مولانا موصوف کی ہمیشہ یہ آرزو رہتی ہے کہ لوگ آکر وہ دیکھیں جو اُنھوں نے دیکھا ہے اور وہ حاصل کریں جو اُنکو ملا ہے اس لئے اس موقعہ پر بھی اُسی ایمانی جوش کے اقتضا سے اُنھوں نے اپنے ہر ایک شہر کے دوستوں کو متواتر خطوط کے ذریعہ مختلف مؤثر پیرایوں میں اس جلسہ پر آنے کی تحریک اور ترغیب دی۔ گویا اس سارے مجمع کی جو اس تقریب پر ہوا بلانے والے حضرت مولانا موصوف ہی تھے اور آپ کے خطوط ہی اطلاعنامہ تھے۔

مہمانوں کی آمد

۱۰ اپریل ہی سے مہمانوں کی آمد شروع ہو گئی۔ اس موقعہ پر سب سے زیادہ دوست سیالکوٹ سے تشریف لائے۔ اور اس سے پیشتر کبھی اسقدر دوست سیالکوٹ سے نہ آئے تھے چنانچہ اُنکی ایک ریزرو گاڑی بٹالہ تک پہونچی تھی۔ بہرحال امرتسر بٹالہ۔ لاہور وزیر آباد۔ سیالکوٹ۔ جموں۔ پشاور۔ گجرات۔ جہلم۔ راولپنڈی کپورتھلہ۔ لودھیانہ۔ پٹیالہ۔ بمبئی

لکھنؤ۔ سنور۔ وغیرہ بہت سے مقامات سے مہمان آئے جنکی تعداد تین سو سے زیادہ تھی۔

یوم العرفہ اور حضرت اقدس کی دعا

یوم العرفات کے دن علی الصباح حضرت اقدس امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب سلمہ ربہ کو بذریعہ ایک مختصر سی چٹھی کے اطلاع دی کہ میں آج کا دن اور رات کا کسی قدر حصہ اپنے اور اپنے دوستوں کے لئے دعا میں گذارنا چاہتا ہوں اس لئے وہ دوست جو یہاں موجود ہیں اپنا نام اور جائے سکونت لکھکر میرے پاس بھیجدیں تاکہ دعا کرتے وقت مجھے یاد رہے (ہم نے آنحضرت کی اُس چٹھی کو اُسی روز شائع کر دیا تھا یہاں اُس کے اندراج کی کوئی ضرورت نہیں ہے) اسپر حضرت مولانا نے سب دوستوں کو بلا کر ایک مختصر سی تقریر کی بعد حضرت اقدس کے ارشاد سے سب کو مطلع کیا اور ایک فرد بنا کر آنحضرت کی خدمت میں بھیجدی گئی۔ چنانچہ حضرت اقدس نے وہ دن اور رات کا ایک بڑا حصہ دعاؤں میں گذارا۔ چونکہ اُس روز احباب کثرت سے آرہے تھے ہر ایک چاہتا تھا کہ میں آپ کی زیارت کروں اس وجہ سے حضور قلب اور رجوع تام میں فرق آتا تھا لہذا حضرت اقدس نے مکرر اطلاع بھیجی کہ میرے پاس کوئی رقعہ وغیرہ نہ بھیجے اس طرح پر سخت حرج ہوتا ہے حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب نے پھر دوستوں کو جمع کرکے اس حکم سے اطلاع دی۔ مغرب اور عشاء کی نماز جمع ہوگئی اور آپ نے فرمایا کہ چونکہ میں خدا تعالےٰ سے وعدہ کر چکا ہوں کہ آج کا دن اور رات کا حصہ دعاؤں میں گذاروں اس لئے میں جاتا ہوں "تا کہ تخلف وعدہ نہو" یہ فرما کر آپ تشریف لے گئے اور دعا میں مصروف ہوگئے۔ اُس وقت جناب کا تشریف لے جانا گویا موسیٰ علیہ السلام کا کوہ طور پر جانا نظر آتا تھا۔ بہر حال وہ دن اور رات آپ کی دعاؤں میں گذری۔

حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کی تحریک کہ تقریر ضرور کریں۔

یہ بات جو اب ہم لکھتے ہیں ایک ایسی بات ہے جس سے معلوم ہوگا کہ ہمارے مخدوم مولانا عبد الکریم صاحب سیالکوٹی کو کسقدر عشق آپ کی باتوں سے ہے۔ حضرت مولانا صاحب یوں بھی جلسہ عید سے پیشتر ہی علی العموم ہر روز بعد شام عرض کر دیا کرتے تھے کہ حضور تقریر ضرور کریں اور یہ اسلئے کہ بسبب اعدا آپ کی طبیعت پچھلے چند دنوں سے کسی قدر ناساز تھی۔ اُس کی سبب یہ تھی کہ آپ تقریر فرما دیں گے مگر آپ فرمایا کرتے تھے کہ ہماری تقریر کیا ہے جب بہت سے دوستوں کا مجمع ہوتا ہے تو انمیں سے ہر ایک کے مرض کی اصلاح زیر نظر ہوتی ہے اس لئے اُن کے امراض کا علاج فرداً فرداً جمع ہوکر ایک تقریر بنجاتی ہے" بہر حال آج عید کی صبح کو مولانا موصوف اندر تشریف لے گئے۔ اور عرض کیا کہ میں آج خصوصیت کے ساتھ عرض کرنے کو آیا ہوں کہ آپ تقریر ضرور کریں خواہ چند فقرے ہی ہوں" آپ نے فرمایا کہ "خدا نے ہی حکم دیا ہے" اور فرمایا کہ رات الہام ہوا ہے کہ مجمع میں کچھ عربی فقرے پڑھو میں کوئی اور مجمع سمجھتا تھا شاید یہی مجمع ہو۔ غرض حضرت مولانا موصوف کی تحریک پر دنیا کو وہ بے نظیر نعمت ملی جو الگ رسالہ کی صورت میں شائع ہوگی اور جسے ہم بھی اگر موقع ہوا تو درج اخبار کر دیں گے۔ اور ہمارا یقین ہے کہ اس خطبہ پر جسقدر برکات اور فیوض نازل ہو رہے ہیں اور ہوں گے اُن سے ایک بڑا حصہ حضرت مولانا کو ملے گا اس لئے کہ اصل محرک وہی ہیں اور حضرت نے خود کئی بار اُنکی تحریک کا اعتراف فرمایا ہے۔

نماز کی طیاری

جامع مسجد کی توسیع کا کام ایک عرصہ سے شروع تھا اور آج جامع مسجد کا نظارہ قابل دید تھا۔ بہت بڑا حصہ توسیع کے کام میں سے ختم ہو چکا تھا اس لئے حضرت اقدس نے جامع مسجد ہی میں ادائے نماز کا حکم دیا۔ آٹھ بجے تک جامع مسجد کا صحن اور اندر قریباً بھر چکا تھا۔ حضرت اقدس کوئی ساڑھے آٹھ بجے کے قریب تشریف لائے۔ اور کوئی سوا نو بجتے بجتے تک نماز سے فارغ ہوگئے نماز حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب نے پڑھائی۔ نماز سے فارغ ہوکر حضرت اقدس خطبہ کے لئے مسجد کے بیچ کے دروازہ میں کھڑے ہوئے اور مندرجہ ذیل خطبہ پڑھا۔

خطبہ عید اضحیٰ

آج عید اضحیٰ کا دن ہے اور یہ عید ایک ایسے مہینہ میں آتی ہے جسپر اسلامی مہینوں کا خاتمہ ہوتا ہے یعنی پھر محرم سے نیا سال شروع ہوتا ہے یہ ایک سر کی بات ہے کہ ایسے مہینہ میں عید کی گئی ہے جسپر اسلامی مہینہ کا یا زمانہ کا خاتمہ ہے۔ اور یہ اسطرف اشارہ ہے کہ اسکو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آنے والے مسیح سے بہت مناسبت ہے وہ مناسبت کیا ہے؟ ایک یہ کہ ہمارے نبی کریم محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم آخر زمانہ کے نبی تھے اور آپ کا وجود باوجود اور وقت بعثت گویا عید اضحی کا وقت تھا۔ چنانچہ یہ امر مسلمانوں کا بچہ بچہ بھی جانتا ہے کہ آپ نبی آخر الزمان تھے اور یہ مہینہ بھی آخر الشہور ہے اس لئے اس مہینہ کو آپ کی زندگی اور زمانہ سے مناسبت ہے۔

دوسری مناسبت۔ چونکہ یہ مہینہ قربانی کا مہینہ

کہلاتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی حقیقی قربانیوں کا کامل نمونہ دکھانے کے لئے تشریف لائے تھے۔ جیسے آپ لوگ بکری اونٹ گائے دنبہ ذبح کرتے ہو۔ ایسا ہی وہ زمانہ گذرا ہے کہ آج سے تیرہ سو سال پیشتر خدا تعالیٰ کی راہ میں انسان ذبح ہوئے۔ حقیقی طور پر **عید اضحی** وہی تھی اور اُسی میں ضحی کی روشنی تھی۔ یہ قربانیاں اس کا لب نہیں پوست ہیں روح نہیں جسم ہیں۔ اس سہولت اور آرام کے زمانہ میں ہنسی خوشی سے عید ہوتی ہے اور عید کی انتہا ہنسی خوشی اور قسم قسم کے تعیشات قرار دئے گئے ہیں۔ عورتیں اسی روز تمام زیورات پہنتی ہیں عمدہ سے عمدہ کپڑے زیب تن کرتے ہیں مرد عمدہ پوشاکیں پہنتے ہیں اور عمدہ سے عمدہ کھانے بہم پہونچاتے ہیں اور یہ ایسا مسرت اور راحت کا دن سمجھا جاتا ہے کہ بخیل سے بخیل انسان بھی آج گوشت کھاتا ہے خصوصاً کشمیریوں کے پیٹ تو بکروں کے مدفن ہو جاتے ہیں گو اور لوگ بھی کمی نہیں کرتے الغرض ہر قسم کے کھیل کود لہو لعب کا نام عید سمجھا گیا ہے۔ مگر افسوس ہے کہ حقیقت کی طرف مطلق توجہ نہیں کی جاتی۔ درحقیقت اس دن میں بڑا ستر یہ تھا کہ حضرت **ابراہیم** نے جس قربانی کا بیج بویا تھا اور مخفی طور پر بویا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کے لہلہاتے کھیت دکھائے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے کے ذبح کرنے میں خدا تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں دریغ نہ کیا اس میں مخفی طور پر یہی اشارہ تھا کہ انسان ہمہ تن خدا کا ہو جائے اور خدا کے حکم کے سامنے اُسکی اپنی جان اپنی اولاد اپنے اقربا و اعزا کا خون بھی خفیف نظر آوے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جو ہر ایک پاک ہدایت کا کامل نمونہ تھے کیسی قربانی ہوئی۔ خونوں سے جنگل بھر گئے۔ گو یا خون کی ندیاں بہ نکلیں باپوں نے اپنے بچوں کو بیٹوں نے اپنے باپوں کو قتل کیا اور وہ خوش ہوتے تھے کہ اسلام اور خدا کی راہ میں قیمہ قیمہ اور ٹکڑے ٹکڑے بھی کئے جاویں تو اُن کی راحت ہے۔ مگر آج غور کرکے دیکھو کہ بجز ہنسی اور خوشی اور لہو ولعب کے روحانیت کا کونسا حصہ باقی ہے۔ یہ عید اضحیٰ پہلی عید سے بڑھکر ہے اور عام لوگ بھی اسکو بڑی عید تو کہتے ہیں مگر سوچکر بتلاؤ کہ عید کی وجہ سے کس قدر ہیں جو اپنے تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور روحانیت سے حصہ لیتے ہیں اور اُس روشنی اور نور کو لینے کی کوشش کرتے ہیں جو اس ضحی میں رکھا گیا ہے۔ **عید رمضان** اصل میں ایک مجاہدہ ہے اور ذاتی مجاہدہ ہے اور اُسکا نام **بذل الروح** ہے مگر یہ عید جسکو بڑی عید کہتے ہیں ایک عظیم الشان حقیقت اپنے اندر رکھتی ہے اور جس پر افسوس کہ توجہ نہیں کی گئی۔ خدا تعالیٰ نے جس کے رحم کا ظہور کئی طرح پر ہوتا ہے امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک یہ بڑا بھاری رحم کیا ہے کہ اور اُمتوں میں جسقدر باتیں پوست اور قشر کے رنگ میں تھیں اُنکی حقیقت اس امت مرحومہ دکھلائی ہے **سورۃ الفاتحہ** میں جو خدا تعالیٰ کی یہ چار صفات بیان ہوئی ہیں کہ **رب العلمین۔ الرحمن الرحیم ملک یوم الدین** اگرچہ عام طور پر یہ صفات اس عالم پر تجلی کرتی ہیں لیکن ان کے اندر حقیقت میں پیشگوئیاں ہیں جن پر کہ لوگ بہت کم توجہ کرتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان چاروں صفتوں کا نمونہ دکھایا کیونکہ کوئی حقیقت بغیر نمونہ کے سمجھ میں نہیں آ سکتی۔ **رب العلمین** کی صفت نے کسطرح پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں نمونہ دکھایا آپ نے عین ضعف میں پرورش پائی کوئی موقع مدرسہ مکتب نہ تھا جہاں آپ اپنے روحانی اور دینی قویٰ کو نشو ونما دے سکتے۔ کبھی کسی تعلیم یافتہ قوم سے ملنے کا موقع ہی نہ ملا نہ کسی موٹی سوٹی تعلیم کا ہی موقع پایا اور نہ فلسفہ کے باریک اور دقیق علوم کے حاصل کرنے کی فرصت ملی۔ پھر دیکھو کہ باوجود ایسے مواقع کے نہ ملنے کے **قرآن شریف** ایک ایسی نعمت آپ کو دی گئی جس کے علوم عالیہ اور حقہ کے سامنے کسی اور علم کی ہستی ہی کچھ نہیں جو انسان ذرا بھی سمجھ اور فکر کے ساتھ **قرآن کریم** کو پڑھے گا اُسکو معلوم ہو جاوے گا کہ دنیا کے تمام فلسفے اور علوم اس کے سامنے ہیچ ہیں اور سب حکیم اور فلاسفر اس سے بہت پیچھے رہ گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پیشتر دو عظیم الشان نبی گذرے ہیں ایک حضرت موسیٰ علیہ السلام دوسرے حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔ مگر ان دونوں کو تعلیم حاصل کرنے کا موقع ملا۔ انہیں سے کسی کی نسبت نبی اُمی ہونے کا دعویٰ نہیں کیا گیا یہ تحدی اور دعوے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت ہوا چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ **ماکنت تدری ما الکتاب ولا الایمان ولکن جعلناہ نورا نھدی بہ من نشاء من عبادنا الی الآیۃ**

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تو گویا شاہزادوں کی طرح تعلیم پائی تھی اور فرعون کی گود میں شاہانہ نشو ونما پایا اُن کے لئے اتالیق مقرر کئے گئے کیونکہ اس زمانہ میں بھی اتالیق مقرر ہوتے تھے اور اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فقر نہ ملتا تو گویا فرعون کے بعد گدی نشین آپ ہی تھے اور اگر خدا کا فضل نہ ہوتا تو نعوذ باللہ آپ کو فرعون ہی بننا تھا۔

یاد رہے کہ فرعون کا لفظ بُرا نہیں۔ اصل میں شاہان مصر کا یہ لقب تھا جسطرح پر قیصر و کسریٰ شاہان روم

(غلام مولا)

و ایران کا لقب تھا اور جسطرح پر آج زار روس اور سلطان روم کا لقب ہے ۔ میرا مطلب اس بیان سے صرف یہ ہے کہ اگر خدا تعالے یہ دوسرا سلسلہ نہ شروع کر دیتا تو ضرور تھا کہ وہی تخت نشین ہوتے ۔ اور یہ بھی سچی بات ہے کہ گو موسیٰؑ کی ماں کو بھی ایک درد اور دکھ پہونچا تھا کہ جیتی جان کو دریا میں ڈالا ۔ لیکن اسکی راحت اور مسرت کی کیا انتہا ہو سکتی ہے جب کہ خود خدا تعالے نے موسیٰ کی واپسی کا اسکو وعدہ دیا تھا ۔ الغرض موسیٰؑ کی تعلیم تو یوں شاہانہ رنگ میں ہوئی ۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیم بھی باقاعدہ ہوئی ۔ میرے پاس ایک یہودی مصنف کی کتاب ہے اس نے صاف اور واضح طور پر لکھا ہے بلکہ مسیح کے استاد کا نام تک بتایا ہے اور پھر زور بھی دی ہے کہ اسی وقت سے توریت اور صحف انبیاء کے مضامین پسند آئے تھے اور جو کچھ انجیل میں ہے وہ صحف انبیاء سے زائد نہیں ۔ اس نے بتلایا ہے کہ ایک مدۃ دراز تک وہ یہود کے شاگرد رہے تھے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کسی یہودی نصاریٰ ہندی سے پوچھو کہ آپ نے بھی کہیں تعلیم پائی تھی تو وہ صاف کہے گا کہ ہرگز نہیں !!! کتنی بڑی ربوبیت کا مظہر ہے انسان جب بچپن کی حالت سے آگے نکلتا ہے جو بلوغ سے پہلے ہے تو عام طور پر مکتب میں بٹھا دیا جاتا ہے یہ پہلا قدم ہوتا ہے مگر آپ کی زندگی کا پہلا قدم ہی گویا اعجاز تھا ۔ چونکہ آپ کو خاتم الانبیاء ٹھیرایا تھا اس لئے آپ کے وجود میں حرکات و سکنات میں بھی اعجاز رکھدئے تھے ۔ آپ کی طرز زندگی کہ ا ۔ ب ۔ تک نہیں پڑھا اور قرآن جیسی بے نظیر نعمت لائے اور ایسا عظیم الشان معجزہ امت کو دیا پہلے نبی آئے اور ایک خاص وقت تک دنیا میں رہ کر چلدئے اور دین وہیں کالعدم ہو گیا اور خدا کو انکا محو کرنا ہی منظور تھا ۔ مگر اس دین کے اظلال و آثار کا قیام منظور تھا اور چونکہ کوئی دین معجزات کے بدون رہ نہیں سکتا ورنہ چند روز تک سماعی باتوں پر یقین رہتا ہے پھر کہہ بیٹھتے ہیں کہ اینہہ جہان مٹھا تے اگلا کن ڈٹھا ۔ اس لئے خدا نے چاہا کہ اسلام کے ساتھ زندہ معجزہ ہو کس قوت اور تحدی اور یقین سے بتایا گیا تھا اور اس ذریعہ سے اسلام کا نور ابد تک درخشاں رہے ۔ چنانچہ اس زندہ نور کی تصدیق کے لئے اس زمانہ میں ہی دیکھو کہ لیکھرام کے قتل ہونے سے پیشتر کہ وہ چھ سال کے اندر ہلاک ہو جاوے گا غور کرو کہ وقت ۔ مدۃ ۔ صورت موت کا بتا دینا کیا انسان کے اپنے اختیار میں ہے اور پھر وہ اسی طرح مارا گیا جیسا کہ دعوے کیا گیا تھا ۔ جب یہ پیشگوئی کی گئی تھوڑے ہی عرصہ میں کروڑہا انسانوں میں مشہور ہو گئی ۔ ہندو ۔ مسلمان ۔ عیسائی ۔ سکھ ہر قوم و ملت کے لوگ اس سے واقف ہو گئے یہانتک کہ عام بازاری لوگوں سے لیکر گورنمنٹ تک کو اطلاع ہو گئی ۔ اور خود آریوں نے بڑے زور و شور کے ساتھ اسکو مشتہر کیا اور خیال لیکھرام خود جا جا اس پیشگوئی کا ذکر کرتا ۔ اور شہرت دیتا اور جب پیشگوئی پوری ہوئی تو ایک عام شور برپا ہو گیا ۔ یہاں کہ ہماری بھی خانہ تلاشی ہوئی ۔ تا اسکی صداقت اور شہرت اس خاص ذریعہ سے اور بھی ہو ۔ اور یہ نشان ہمیشہ دہر پر ثبت رہے ۔ پھر مقدمات کے دوران میں سرکاری کاغذات اور مثلوں میں اس پیشگوئی کے متعلق بیانات اور کاغذات درج اور شامل ہوئے ۔ الغرض یہ ایسا عظیم الشان نشان ہے جسکی نظیر کوئی قوم دکھلا نہیں سکتی کیا کسی انسانی طاقت [illegible] [illegible] بھی دے کہ فلاں وقت پر فلاں مرض سے مر جاوے گا ۔ مگر یہاں چھ سال پہلے وقت ۔ صورت موت وغیرہ سے اطلاع دی گئی حالانکہ وہ تیس برس کا ایک مضبوط جوان آدمی تھا ۔ اور اسنے بھی تو میری نسبت کہا کہ میں تین سال کے اندر ہیضہ سے مر جاؤں گا ۔ اور میں اسکی نسبت عمر میں بہت بڑا اور ضعیف اور قریباً دائم المریض تھا ۔ مگر خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ کی چمکار دکھلائی اور اسکو ہلاک کر کے اپنے سچے دین کی صداقت پر مہر کر دی ۔

اصل بات یہ ہے کہ یہ لوگ جو آریہ کہلاتے ہیں اصلاً خدا کو پہچانتے ہی نہیں ۔ پھر انہیں خداشناسی ۔ اور خدا بینی اور خدا نمائی کی قوت کیونکر پیدا ہو ۔ انکا تو پہلا قدم ہی غلط ہے ۔ ان کے نزدیک تو مرنا جینا عورت یا مرد ہونا بکری یا بیل بننا یہ سب کچھ شامت اعمال کا نتیجہ ہے جب کہ یہ جنم اور اشیاء اعمال ہی کا نتیجہ ہیں تو پھر خدا کیا اور اس کے وجود کے اثبات کے لئے نئے نئے نشان اور معجزات کیا اور انکی ضرورت ہی کیا رہی ۔ انکا مذہب ہے کہ خدا پیدا کرنے والا نہیں بلکہ صرف جوڑنے جاڑنے والا ہے جیسے معمار یا کمہار ہوتے ہیں مادہ موجود تھا ارواح بھی اتفاق سے موجود تھیں پرمیشر نے جھٹ جوڑ جاڑ کر مخلوق بنالی ۔ نعوذ باللہ ۔ مگر ہم پوچھتے ہیں کہ جب کہ ارواح اور ذرات قدیم سے موجود ہیں تو اسپر کیا دلیل ہو سکتی ہے کہ جوڑنا جاڑنا پرمیشر کے بدون نہ ہو ۔ بلکہ طبعی طور پر دلیل تو یہ ملتی ہے کہ اشیاء کو طبعی طور پر تجاذب کی طرف میلان ہوتا ہے اگر یہ تجاذب اور کشش نہ ہو تو نہ اینٹ بن سکے اور نہ مکان رہ سکے اور نہ کوئی اور چیز دنیا میں موجود ہو رہ سکے ۔ پس جب کہ آریہ لوگوں کے مذہب کے موافق روح اور مادہ قدیم سے ہیں اور طبعیات سے دلیل ملتی ہے

کہ نجاذیب کا خاصہ تو آریوں کو پرمیشر سے تو فراغت اور فرصت ہوگئی اب آریہ کے پاس پرمیشر کے ہونے کا کیا ثبوت اور نشان ہے ایک طرف تو یہ ناپاکی ہے کہ خدا ہی کا پتہ نہیں چہ جائیکہ خدا بینی اور خدا نمائی کی راہیں بیان کر سکیں پھر یہ ظلم عظیم کہ ہر قسم کی چیز و نمیں روحیں اعمال کا بدلہ پانے کے لئے آتی ہیں کبھی سور بنتے ہیں کبھی کتا کبھی بلی وغیرہ - اسپر سوال ہوتا ہے اگر کسی کی ماں مرجاوے جب کہ وہ ابھی بچہ ہی تھا اور اس نے کسی دوسری جگہ پر جنم لیا - اور جب دونوں بلوغ کو پہونچے اور باہم ناطہ رشتہ ہوکر بیاہ ہوگیا اور ہم بستری ہوکر اولاد کا سلسلہ چلا اس سے تو بڑی بے شرمی اور پرلے درجہ کی بیحیائی کی بنیاد پڑی اور نہایت قابل شرم مذہب یہ مذہب ہوگیا - پرمیشر نے کوئی فہرست تو دی نہیں کہ اس قسم کے نشان سے ماں بہن شناخت ہوجاوے گی اور حق تو یہ تھا کہ وید کے ذمہ یہ فرض تھا کہ جہاں اُس نے یہ پاکیزگی اور اخلاق کی جڑ کاٹنے والا مسئلہ ایجاد کیا تھا اگر اُسے کوئی سوجھ اور سوچ بچار کی طاقت ہوتی تو ساتھ ہی علامات بھی بیان کر دیتا جس سے ایسے رشتوں سے اجتناب کرنے کی کلید ہاتھ میں آریوں کے آجاتی مگر ضروری تھا کہ وید کی تعلیم کی پیشانی پر نقص کا داغ لگا رہتا تو کہ ہر زمانہ میں تدبر کرنے والے اس کے بطلان میں پہلے جاسکیں - ایک طرف تو یہ حال ہے کہ نانی اور نانی کی بھی پڑنانی تک کے رشتہ میں ناطہ نہیں کرتے اور ہم لوگوں میں جو چچا یا ماموں کی بیٹی سے رشتہ کرتے ہیں اسپر اعتراض کرتے ہیں مگر دوسری طرف آپ ماں بہن کے بیاہ لانے پر کوئی دلیل نہیں دیتے یا تو ہزاروں کوس چلے گئے یا ماں بہن کو بھی بیاہ لائے - کسی قوم میں ایسا اندھیر نہیں افسوس ان کے پرمیشر نے انکو ناپاکی میں

توڑ ڈالدیا اور پھر کوئی فہرست بھی نہ دی اور نہ بتایا کہ فلاں گدھے یا بیل سے کام نہ لینا یہ تیرے فلاں رشتہ دار ہیں اور فلاں فلاں علامت والی عورت سے رشتہ نہ کرنا کہ وہ تیری حقیقی ماں یا دادی یا خالہ یا بہن یا بھتیجی جنم لے کر دوبارہ آئی ہے - اصل میں یہ لوگ تو معذور ہیں یہ سارا ظلم پرمیشر کی گردن جس نے فہرست نہ دی -

پھر تیسری ناپاکی جو ویدوں کی تعلیم کا عرق اور گل سرسبد بنائی گئی ہے **نیوگ** ہے جسکی تفسیر یہ ہے کہ ایک عورت جیتے جاگتے خاوند کے روبرو گیارہ آدمیوں سے ہم بستر ہوسکتی ہے اگر مرد عورت جوان ہوں اور چند سال شادی پر گذر جاویں اور اولاد نہ ہو تو دوسرے کا نطفہ لینے کے لئے عورت اُس سے ہم بستر ہو اس لئے کہ بدون اولاد کے سرگ کا ملنا محال ہے اور دیوث شوہر کو لازم ہے کہ بیرج داتا کے لئے عمدہ معجونات اور لطیف مقویات طیار کراوے تاکہ وہ تھک نہ جاوے اور کوئی ضعف اُسے لاحق نہ ہو جاوے اور وید کی رو سے - بستر - رضائی - اور چارپائی سب اُسی کی ہو اور غذا بھی اُسی کی کھاوے اور لطف یہ کہ بچہ بھی لے لیوے سوچو یہ کیسا خاوند ہے کہ ایک کوٹھڑی میں آپ دیوث ہے اور دوسری کوٹھڑی میں اُسکی بیاہتا بیوی غیر مرد کی مُنہ کالا کرا رہی ہے اور آریہ اُنکی حرکات کی آوازیں سنتا ہے اور دل میں خوش ہو رہا ہے کہ اب اس پانی سے اسکی اُمید کا کھیت ہرا بھرا ہوجاوے گا - حیف ہے ایسے مذہب پر !!!

خدا پر وہ ظلم ! عزت و آبرو پر یہ ظلم !! وید ایسے کاموں کی اجازت دیتا ہے کہ ناپاک سے ناپاک آدمی بھی اُن کے ارتکاب سے شرم کرتے ہیں - دیانند نے لکھا ہے کہ یہ شُبھ کرم یعنی مبارک کام بیچ میں ترک ہوگیا تھا - اب آریہ ورت کے آریہ جاری کریں کہ اسمیں ثواب ملتا ہے ہمکو ضرورت

نہیں کہ اسکا طول دیں - آریوں کی کتب مذہبی اور معتقدات کو کوئی دیکھے اور خود ان ہی بزرگوں سے پوچھ دیکھے اُمید ہے کہ بڑے فخر سے اس فعل عجیب کی خوبیاں بیان کرینگے۔*

ان تمام مذاہب کو سامنے رکھکر اور اُنکی تعلیمات و عقاید کی خوب چھان بین کرکر اسلام کی ضرورت اور عزت محسوس ہوتی ہے اور خدا تعالے کے عظیم فضل کا اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ اُس نے اسلام کو ایسے ناپاک عقیدوں سے پاک کیا اور اُس کی تعلیم کے ہر شعبہ میں کمال اور اعجاز کا جلوہ دکھایا چنانچہ موسی علیہ السلام کی تعلیم میں قصاص پر بڑا زور تھا کہ دانت کے بدلے دانت کان کے بدلے کان آنکھ کے بدلے آنکھ ہو اور مسیح علیہ السلام کی تعلیم میں اسبات پر زور تھا کہ بدی کا مقابلہ نہ کیا جاوے اگر کوئی ایک گال پر طمانچہ مارے تو دوسری بھی پھیر دے کوئی ایک کوس بیگار لے جاوے تو دو کوس چلا جاوے کُرتا مانگے تو چادر بھی دیدے وغیرہ وغیرہ اب ہم کو دکھلاؤ کہ کیا کوئی پادری اس پر عمل بھی کرتا ہے کوئی کسی پادری کے مُنہ پر طمانچہ مار کر تو دیکھ لے - یقیناً دوسرا گال پھیرنے کے بجائے کچہری میں گھسیٹ کر لے جائے گا اور ہر قسم کے جھوٹھ اور فریب سے سزا دلوانے کی فکر کرے گا مگر اسلام نے یہ تعلیم نہیں دی بلکہ وہ پاک تعلیم دی جو دنیا کی جان ہے اور انسان فطرةً اسپر عمل کرتا ہے اور وہ یہ ہے

جزاء سیئة سیئة مثلها ومن عفا واصلح فاجرہ علی اللہ

یعنی بدی کی جزا اُسی قدر بدی ہے لیکن اگر کوئی عفو کرے مگر وہ عفو بے محل نہ ہو بلکہ اُس عفو سے اصلاح

* نمونہ کے لئے وہ اشتہار ٹہر ہیں جو ہم نے دوسری جگہ درج کیا ہے۔ ایڈیٹر

مقصود ہو تو اُس کا اجر اللہ کے ذمہ ہے۔ مثلاً اگر چور کو چھوڑ دیا جاوے تو وہ دلیر ہو کر ڈاکا زنی کرے گا۔ اسکو سزا ہی دینی چاہیئے لیکن اگر دو نوکر ہوں اور ایک انہیں سے ایسا ہو کہ ذرا سی چشم نمائی ہی اُسکو شرمندہ کر دیتی اور اُسکی اصلاح کا موجب ہوتی ہے تو اُسکو سخت سزا مناسب نہیں مگر دوسرا عمداً شرارت کرتا ہے اُسکو عفو کریں تو بگڑتا ہے اُسکو سزا ہی دی جاوے تو بتاؤ کہ مناسب حکم وہ ہے جو قرآن حکیم نے دیا ہے یا وہ جو انجیل پیش کرتی ہے؟ قانون قدرت کیا چاہتا ہے؟ وہ تقسیم اور رعایت محل چاہتا ہے۔ یہ تعلیم کہ عفو سے اصلاح مدنظر ہو ایسی تعلیم ہے جسکی نظیر نہیں اور اسی پر آخر متمدن انسان کو چلنا پڑتا ہے۔ اور یہی تعلیم ہے جس پر عمل کرنے سے انسان میں قوت اجتہاد اور تدبر اور فراست بڑھتی ہے گویا یوں کہا گیا ہے کہ ہر طرح کی شہادت سے دیکھو۔ اور فراست سے غور کرو۔ اگر عفو سے فائدہ ہو تو معاف کر دو لیکن اگر خبیث اور شریر ہے تو پھر جزاءُ سیئۃٍ سیئۃٌ مثلھا پر عمل کرو۔ اسی طرح پر اسلام کی دوسری پاک تعلیمات ہیں جو ہر زمانہ میں روز روشن کیطرح ظاہر ہیں آفتاب پر بھی کسی وقت بادل آ جاتا ہے اور بظاہر ایک قسم کا دھندلا سا نظر آتا ہے۔ لیکن اسلام کا چہرہ اس سے بھی مصفا ہے عدم معرفت نے لوگوں کو اندھا کر دیا ہے اور بغض کی نظر سے دیکھتے ہیں اس لئے موتیا بند کی حالت سے بھی گئے گذرے ہیں پھر کیا فیصلہ کریں۔

جسقدر مذہب دنیا میں موجود ہیں سب کے سب بے برکت اور بے نور اور مردہ ہیں اور پاک تعلیم سے بے بہرہ محض ہیں ہندوؤں نے مذہب کا وہ نمونہ دکھایا۔ عیسائیوں نے یہ نمونہ دکھایا کہ ایک عاجز بندہ کو خدا بنایا جسنے یہودیوں جیسی تباہ حال قوم سے جو ضربت علیہم الذلۃ والمسکنۃ کی مصداق تھی ماریں کھائیں اور آخر صلیب پر لٹکایا گیا اور ان کے عقیدہ کے موافق ملعون ہو کر ایلی ایلی لما سبقتانی کہتے ہوئے جان دیدی۔ غور تو کرو کیا ایسی صفات والا کبھی خدا ہو سکتا ہے وہ تو خداپرست بھی نہیں ہو سکتا چہ جائیکہ وہ خود خدا ہو۔ عیسائی دکھاتے ہیں کہ اُسکی وہ ساری رات کی پُرسوز دعا محض بے اثر گئی۔ اس سے زیادہ بے برکتی کا ثبوت کیا ہو سکتا ہے اور اس سے کیا توقع ہو سکتی ہے کہ وہ دوسروں کے لئے شفیع ہو سکتا ہے۔ ہم کو یاد نہیں کہ دو گھنٹے بھی دعا کے لئے ملے ہوں اور وہ دعا قبول نہ ہوئی ہو اور ابن اللہ بلکہ خود خدا کا معاذ اللہ یہ حال ہے کہ ساری رات رو رو کر بلا بلا کر خود بھی دعا کرتا رہا اور دوسروں سے بھی دعا کراتا رہا۔ اور کہتا رہا کہ اے خدا تیری آگے کوئی چیز انہونی نہیں اگر ہو سکے تو یہ پیالہ ٹل جائے۔ مگر وہ دعا قبول ہی نہیں ہوئی۔ اگر کوئی کہے کہ وہ کفارہ ہونے کو آئے تھے اس لئے یہ دعا قبول نہیں ہوئی ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ جب اُن کو معلوم تھا کہ وہ کفارہ کے لئے آئے ہیں پھر اسقدر بزدلی کے کیا معنے ہیں اگر ایک افسر طاعون کی ڈیوٹی پر بھیجا جائے اور وہ کہے کہ یہاں خطرہ کا محل ہے مجھے فلاں جگہ بھیجدو تو کیا وہ احمق نہ سمجھا جائے گا۔ جبکہ مسیح کو معلوم تھا کہ وہ صرف کفارہ ہی ہونے کو بھیجے گئے ہیں تو اسقدر لمبی دعاؤں کی کیا ضرورت تھی؟ ابھی کیا کفارہ زیر تجویز امر تھا یا ایک مقرر شدہ امر تھا۔ غرض ایک داغ ہو۔ دو داغ ہوں۔ جس پر بے شمار داغ ہوں کیا وہ خدا ہو سکتا ہے؟؟؟ خدا تو کیا وہ عظیم الشان انسان بھی نہیں ہو سکتا!!!

یہودی بیچارے جو خود ضربت علیہم الذلۃ کے مصداق تھے وہ حالت تھی کہ صورت بیں حالش مپرس دنیاپرستی کے سوا کچھ جانتے ہی نہیں۔ ہمارے یہاں ایک اسرائیلی محمد سلمٰن مسلمان ہوا ہے اُس سے پوچھو۔ یہودیوں نے کھانے پینے کے سوا اور کوئی مقصود ہی نہیں رکھا۔ خدا کی قدرت ہے جب ضربت علیہم الذلۃ کی حالت آئی تو وہ افعال بھی آ گئے جو ذلت کے جالب اور ذلت کے نتائج تھے اگر وہ تائب ہو جاتے تو پھر ضربت کیونکر صادق آتا۔ اس پیشگوئی سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ شامت اعمال اُن کے گلے کا ہار ہی رہے گی۔ مرد صالح کے ساتھ ذلت اور بے رزقی نہیں ہوتی خدا کا نام عزیز ہے خدا میں ہو کر زندگی بسر کرنے والا ذلیل ہو نہیں سکتا۔ یہودیوں کی زندگی اگر ناپاکیوں کا مجموعہ نہ تھی تو پھر ضربت علیہم الذلۃ کی مار اُن پر کیونکر پڑتی۔ اس پر خوب غور کرو اس کے اندر یہ مخفی اسرار ہیں اور پتہ ملتا ہے کہ یہودی قوم کے اطوار بگڑ جاویں گے۔

اب ان مذاہب پر نظر ڈالکر صدق دل سے بتاؤ کہ کیا اسلام کے سوا کوئی اور طریق ہے جس سے تمہارے دل ٹھنڈے ہو سکتے ہیں کیا ضربت علیہم الذلۃ کے مصداق یہودیوں سے کوئی روشنی اور نور پا سکتے ہو؟ کیا ایسے عیسائی جو ایک عاجز کمزور ناتوان نامراد انسان کو خدا بناتے ہیں کوئی کامیابی کسی کو دے سکتے

ہیں جس کی اپنی ساری رات کی دعائیں اکارت اور بے سود گئی ہیں وہ دوسروں کی دعاؤں پر کوئی ثمرات مترتب کر سکتا ہے۔ جو خود ایلی ایلی لما سبقتنی کہہ کر اقرار کرتا ہے کہ خدا نے اسے چھوڑ دیا وہ دوسروں کو کب خدا سے ملا سکتا ہے!!!

دیکھو اور غور سے سنو!! یہ صرف اسلام ہی ہے جو اپنے اندر برکات رکھتا ہے اور انسان کو مایوس اور نامراد ہونے نہیں دیتا!!!

اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ میں اس کے برکات اور زندگی اور صداقت کے لئے

نمونہ کے طور پر کھڑا ہوں!!!

کوئی عیسائی نہیں جو یہ دکھا سکے کہ اسکا کوئی تعلق آسمان سے ہے وہ نشانات جو ایمان کے نشان ہیں اور مومن عیسائی کے لئے مقرر ہیں کہ اگر پہاڑ کو کہیں تو جگہ سے ٹل جاوے۔ پہاڑ تو پہاڑ کوئی عیسائی نہیں جو ایک انگلی ہلانے کی جوتی کو سیدھی کر دکھاوے۔ مگر ہم نے اپنے ہر زندہ نشانوں سے دکھایا ہے اور صاف صاف دکھایا ہے کہ زندہ

برکات اور زندہ نشانات

صرف اسلام کے لئے ہیں۔ ہم نے بیشمار اشتہار دئیے ہیں اور ایک مرتبہ سولہ ہزار اشتہار شائع کئے۔ ان لوگوں کے ہاتھ میں بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ جھوٹے مقدمات کئے اور قتل کے الزام دئیے اور اپنی طرف سے ہمارے ذلیل کرنے کے منصوبے گانٹھے مگر عزیز خدا کا بندہ ذلیل کیونکر ہو سکتا ہے جس میں ان لوگوں نے ہماری ذلت چاہی اسی ذلت سے ہمارے لئے عزت نکلی وذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔ دیکھو اگر فلاں کا مقدمہ نہ ہوتا تو ابراء کا الہام کیونکر پورا ہوتا جو مقدمہ سے بھی پہلے سیکڑوں انسانوں میں شائع ہو چکا تھا۔ یہ اسلام ہی ہے جس کے ساتھ معجزات اور ثبوت ہیں۔ اسلام دوسرے چراغ کا محتاج نہیں بلکہ خود ہی چراغ ہے اور اس کے ثبوت ایسے اجلی بدیہات ہیں کہ انکا نمونہ کسی مذہب میں نہیں۔ غرض اسلام کی کوئی تعلیم ایسی نہ ہوگی جسکا نمونہ موجود نہ ہو۔ سینے سورۃ الفاتحہ جسکو ام الکتاب اور مثانی بھی کہتے ہیں اور جو قرآن شریف کی عکسی تصویر اور خلاصہ ہے کے صفات اربعہ میں دکھانا چاہا ہے کہ وہ چاروں نمونے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں موجود ہیں۔ اور خدا تعالیٰ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود میں ان صفات اربعہ کا نمونہ دکھایا۔ گویا وہ صفات دعویٰ تھیں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود بطور دلیل کے ہے چنانچہ ربوبیت کا آپ کے وجود میں کیسا ثبوت دیا کہ مکہ کے جنگلوں کا سرگردان اور دس برس تک حیران پھرنے والا جسکے لئے کوئی راہ کھلی نظر نہ آتی تھی اس کی تربیت کی کسکو خیال تھا کہ اسلام روئے زمین پر پھیل جاوے گا اور اس کے ماننے والے ۹۰ کروڑ تک پہونچیں گے۔ مگر آج دیکھو کہ دنیا کا کوئی آباد قطعہ ایسا نہیں جہاں مسلمان نہیں۔ پھر الرحمٰن کی صفت کو دیکھو جسکا منشا یہ ہے کہ عمل کے بدون کامیابی اور ضرورتوں کے سامان بہم پہونچائے۔ کیسی رحمانیت تھی کہ آپ کے آنے سے پیشتر ہی استعدادیں پیدا کردیں عمر رضی اللہ عنہ بچوں کی طرح کھیلتا تھا ابو بکر رضی اللہ عنہ جو کافروں کے گھر میں پیدا ہوا تھا اور ایسا ہی اور بہت سے صحابہ آپ کے ساتھ ہوگئے گویا ان کو آپ کے لئے رحمانیت الٰہی نے پہلے ہی تیار کر رکھا تھا۔ اور اس قدر امور رحمانیت کے اسلام کے ساتھ ہیں کہ ہم ان کو مفصل بیان بھی نہیں کر سکتے۔ امیت رحمانیت کو چاہتی ہے اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت فرمایا

ھُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا

رحمانیت کا منشا اس ضرب المثل سے خوب ظاہر ہے

کردے کرادے اور

اٹھانے والا ساتھ دے

اور یہ ظہور اسلام کے ساتھ ہوا اسلام گویا خدا کی گود میں بچہ ہے اسکا سارا کام کاج سنوارنے والا اور اسکے سارے لوازم بہم پہونچانے والا خود خدا ہے کسی مخلوق کا بار احسان اس کی گردن پر نہیں۔ اسیطرح رحیم جو محنتوں کو ضائع نہ کرے اس کے

خلاف یہ ہے کہ محنت کرتا رہے اور ناکام رہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رحیمیت کا اظہار دیکھو کیسے واضح طور پر ہوا کوئی لڑائی ایسی نہیں جسمیں فتح نہ پائی ہو۔ تھوڑا کام کر کے بہت اجر پایا ہے بجلی کے کوندنے کی طرح فتوحات چمکیں۔ فتوحات الشام فتوحات المصر ہی دیکھو۔ صفحہ تاریخ میں کوئی ایسا انسان نہیں جسنے صحیح معنوں میں کامیابیاں پائی ہوں جیسے کامیابیاں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ملیں۔ پھر **ملک یوم الدین** جزا و سزا کا مالک اچھے کام کرنے والوں کو جزا دیجاوے اگرچہ کامل طور پر یہ آخرت کے لئے ہے اور سب قومیں جزا و سزا کو آخرت ہی پر ڈالتی ہیں مگر خدا نے اسکا نمونہ اسلام کے لئے اس دنیا میں رکھا **ابوبکر** رضی اللہ عنہ جو دوپہر کی دھوپ میں گھر بار مال و متاع چھوڑ کر اُٹھ کھڑا ہوا تھا اور جس نے ساری جائیداد کو دیکھکر کہدیا کہ **برباد شد برباد باشد** سب سے انقطاع کر کے ساتھ ہی ہو لیا تھا اُس نے یہ مزہ پایا کہ آپ کے بعد سب سے پہلا خلیفہ بلا فصل یہی ہوا۔ حضرت عمرؓ جو صدق اخلاص سے بھر گئے تھے انہوں نے یہ مزہ پایا کہ اُن کے بعد خلیفہ ثانی ہوئے غرض اسی طرح پر ہر ایک صحابی نے پوری عزت پائی۔ قیصر و کسرا کے اموال اور شاہزادیاں ان کے ہاتھ آئیں لکھا ہے ایک صحابی کسرا کے دربار میں گیا ملازمان کسرا نے سونے چاندی کی کرسیاں بچھوادیں اور اپنی شان و شوکت دکھائی اُس نے کہا کہ ہم اس مال کے ساتھ فریفتہ نہیں ہوئے ہمکو تو وعدہ دیا گیا ہے کہ کسرا کے کڑے بھی ہمارے ہاتھ آجائیں گے۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وہ کڑے ایک صحابی کو پہنا دئے تاکہ وہ پیشگوئی پوری ہو۔

مذہب اسلام چونکہ اعتدال پر واقع ہوا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے تعلیم یہی دی ہے اور مغضوب اور ضالین سے بچنے کی ہدایت فرمائی ہے۔ ایک سچا مسلمان نہ مغضوب ہو سکتا ہے نہ ضالین کے زمرہ میں شامل ہو سکتا ہے مغضوب وہ قوم ہے جسپر خدا تعالیٰ کا غضب بھڑکا چونکہ وہ خود غضب کرنے والے تھے اسلئے خدا کے غضب کو کھینچ لائے اور وہ یہودی ہیں اور ضال سے مراد عیسائی ہیں۔

عضب کی کیفیت قوت سبعی سے پیدا ہوتی ہے اور ضلالت وہمی قوت سے پیدا ہوتی ہے اور وہمی قوت حد سے زیادہ محبت سے پیدا ہوتی ہے بیجا محبت والا انسان بہک جاتا ہے حبك الشئ یعمی و یصم اس کا مبدء اور منشا رقوت وہمی ہے۔ اسکی مثال یہ ہے کہ چادر کو بیل سمجھتا ہے اور رسی کو سانپ بناتا ہے یہی وجہ ہے کہ کسی شاعر نے اپنا معشوق ایسا قرار نہیں دیا جو دوسروں سے بڑھکر نہ ہو ہر ایک کے واہمہ نے نئی تصویر ایجاد کی۔

قوت بہیمی میں جوش ہوکر انسان جادہ اعتدال سے نکل جاتا ہے چنانچہ غضب کی حالت میں درندہ کا جوش بڑھجاتا ہے مثلاً کتا پہلے آہستہ آہستہ بھونکتا ہے پھر کو ٹھکا سر پر اُٹھا لیتا ہے آخرکار درندے طیش میں آکر نوچنے اور پھاڑ کھانے ہیں یہود نے بھی اسیطرح ظلم و تعدی کی بُری عادتیں اختیار کیں اور غضب کو حد تک پہونچا دیا آخر خود مغضوب ہو گئے۔ قوت وہمی کا جب استیلا ہوتا ہے تو انسان رسی کو سانپ بناتا اور درخت کو ہاتھی بتلاتا ہے اور اسپر کوئی دلیل نہیں ہوتی یہ قوت عورتوں میں زیادہ ہوتی ہے اسی واسطے عیسائی مذہب اور بت پرستی کا بڑا سہارا عورتیں ہیں۔ غرض اسلام نے جادۂ اعتدال پر رہنے کی تعلیم دی جسکا نام الصراط المستقیم ہے۔

میں اب چند فقرے عربی میں سناؤنگا کیونکہ مجھے خدا تعالیٰ نے مجمع میں کچھ عربی فقرے بولنے کا حکم دیا تھا پہلے میں نے خیال کیا کہ شاید کوئی اور مجمع ہوگا جسمیں یہ خدا کی بات پوری ہو مگر خدا تعالیٰ مولوی عبد الکریم صاحب کو جزائے خیر دے کہ انہوں نے تحریک کی اور اس تحریک سے زبردست قوت دل میں پیدا ہوئی اور امید ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ اور نشان آج پورا ہو۔

حضرت مولوی عبد الکریم صاحب کی دوسری تحریک

حضرت اقدس نے یہ خطبہ یہاں تک فرمایا تھا اور قریب تھا کہ عربی خطبہ شروع کر دیتے کہ حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب نے عرض کیا کہ حضور! کچھ جماعت کے باہمی اتفاق و محبت پر بھی فرمایا جاوے اسپر حضرت اقدس نے پھر مندرجہ ذیل تقریر کی۔

مختصر تقریر باہمی خلت و اخوت پر

جماعت کے باہم اتفاق و محبت پر میں پہلے بہت دفعہ کہہ چکا ہوں کہ تم باہم اتفاق رکھو اور اجتماع کرو خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو یہی تعلیم دی تھی کہ تم وجود واحد رکھو ورنہ ہوا نکل جائے گی۔ نماز میں ایک دوسرے کے ساتھ جُڑ کر کھڑا ہونے کا حکم اسی لئے ہے کہ باہم اتحاد ہو برقی طاقت کی طرح ایک کی خیر دوسرے میں سرایت کرے گی اگر اختلاف ہو اتحاد نہ ہو تو پھر بے نصیب رہو گے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آپس میں محبت کرو اور ایک

دوسرے کیلئے غائبانہ دعا کرو۔ اگر ایک شخص غائبانہ دعا کرے تو فرشتہ کہتا ہے کہ تیرے لئے بھی ایسا ہی ہو کیسی اعلےٰ درجہ کی بات ہے اگر انسان کی دعا منظور نہ ہو تو فرشتہ کی تو منظور ہوتی ہے۔ میں نصیحت کرتا ہوں اور کہنا چاہتا ہوں کہ آپس میں اختلاف نہ ہو۔ میں دو ہی مسئلے لے کر آیا ہوں۔ اول خدا کی توحید اختیار کرو۔ دوسرے آپس میں محبت اور ہمدردی ظاہر کرو۔ وہ نمونہ دکھاؤ کہ غیروں کے لئے کرامت ہو۔ یہی دلیل تھی جو صحابہ میں پیدا ہوئی تھی کُنتُم اعداءً فالف بین قلوبکم۔ یاد رکھو تالیف ایک اعجاز ہے۔ یاد رکھو جب تک تم میں ہر ایک ایسا نہ ہو کہ جو اپنے لئے پسند کرتا ہے وہی اپنے بھائی کے لئے پسند کرے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ وہ مصیبت اور بلا میں ہے اسکا انجام اچھا نہیں۔ میں ایک کتاب بنانے والا ہوں اس میں ایسے تمام لوگ الگ کر دے جائیں گے جو اپنے جذبات پر قابو نہیں پا سکتے۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پر لڑائی ہوتی ہے مثلاً ایک شخص کہتا ہے کہ کسی بازیگر نے دس گز کی چھلانگ ماری ہے دوسرا اسپر بحث کرنے بیٹھتا ہے اور اسطرح کینہ کا وجود پیدا ہو جاتا ہے یاد رکھو بغض کا جدا ہونا مہدی کی علامت ہے اور کیا وہ علامت پوری نہ ہوگی وہ ضرور ہوگی تم کیوں صبر نہیں کرتے جیسے طبی مسئلہ ہے کہ جب تک بعض امراض میں قلع قمع نہ کیا جاوے مرض دفعہ نہیں ہوتا میرے وجود سے انشاء اللہ ایک صالحہ جماعت پیدا ہوگی باہمی عداوت کا سبب کیا ہے۔ بخل ہے۔ رعونت ہے۔ خود پسندی ہے اور جذبات ہیں۔ میں نے بتلایا ہے کہ میں عنقریب ایک کتاب لکھونگا اور ایسے تمام لوگوں کو جماعت سے الگ کرونگا جو اپنے جذبات پر قابو نہیں پا سکتے اور باہم محبت و اخوت سے نہیں رہ سکتے جو ایسے ہیں۔ وہ یاد رکھیں کہ وہ چند روزہ مہمان ہیں۔ جب تک کہ عمدہ نمونہ نہ دکھائیں میں کسی کے سبب سے اپنے اوپر اعتراض لینا نہیں چاہتا۔ ایسا شخص جو میری جماعت میں ہوکر میرے منشا کے موافق نہ ہو وہ خشک ٹہنی ہے اسکو اگر باغبان کاٹے نہیں تو کیا کرے خشک ٹہنی دوسری سبز شاخ کے ساتھ رہ کر پانی تو چوستی ہے مگر وہ اسکو سرسبز نہیں کر سکتا بلکہ وہ شاخ دوسری کو بھی لے بیٹھتی ہے۔ پس ڈرو میرے ساتھ وہ نہ رہے گا جو اپنا علاج نہ کرے گا چونکہ یہ سب باتیں میں کتاب میں مفصل لکھونگا۔ اس لئے اب میں چند عربی فقرے کہہ کر فرض ادا کرتا ہوں۔

اس کے بعد حضرت اقدس نے عربی خطبہ پڑھنا شروع کیا اس کے متعلق باقی حالات آئندہ لکھے جائیں گے۔ ایڈیٹر

آریوں کو نیک صلاح

من از ہمدردی گفتم تو ہم خود فکر کن باری
خرد از بہر ایں روز است ای دانا و ہوشیاری

آریہ گزٹ لاہور مطبوعہ ۱۴ اپریل سنہ ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۰ کالم ۳ میں مندرجہ ذیل اشتہار شائع کیا گیا ہے۔

نیوگ

میرے ایک بتر ذات کے کھتری عمر چالیس سال پکے آریہ سماجی۔ صحت عمدہ بسبب نہ ہونے سنتان پہلی بیوی میں سے (جو کہ بیمار ہے) کسی ایسے یوگ ودھوا سے یا جس کے ہاں اس کی پتی سے سنتان نہ ہوتی ہو صرف واسطے سنتان اُتپتی کے سوامی جی کی ہدایت کے بموجب نیوگ کرنا چاہتے ہیں۔ اگر کسی آریہ سماجی کے خاندان میں ایسی استری ہو اور وہ استری بھی اس کام کے لئے دھرم انوکول سب طرح طیار ہو تو ذیل کے پتہ پر خط و کتابت فرماویں۔

ایک آریہ سماجی معرفت

کالو رام مسافر

سٹورکیپر ملٹری ورکس سروس میانمیر۔

اس اشتہار کو پڑھکر جسقدر حیرت اور تعجب ہم کو ہوا وہ زبان قلم سے بیان نہیں ہوسکتا۔ اسمیں شک نہیں کہ نیوگ جیسی حیا سوز تعلیم پر آریہ سماج میں اندر ہی اندر برابر عمل درآمد ہو رہا ہے اور ہم اسپر کسی قسم کی نکتہ چینی بھی نہیں کرتے کیونکہ۔ محتسب را درون خانہ چہ کار۔ آریہ سنتان کی اُتپتی کے لئے آریہ بھائی جو چاہیں کریں انکا اختیار ہے مگر ایسے کھلے بندوں اشتہار دیکر دوسری عورتوں کو اپنے پاس مباشرت کے لئے بلانا ہمارے خیال میں ایک ایسا فعل ہے جو بعض قانونی دفعات کے نیچے آسکتا ہے ممکن ہے کہ بعض اولاد کے خواہشمند آریوں کے منہ سے اس اشتہار کو دیکھ کر رال ٹپک پڑے اور اسے دھن بھاگ سمجھ کر اپنی استریوں کو

نیوگ کرنے کی پاک تعلیم دیں۔ مگر ہمارے نزدیک یہ کارروائی آریہ قوم کے لئے ایک بدنما داغ ہی اس لئے ہم نہیں چاہتے کہ اس قسم کے کام کھلے بندوں کئے جاویں ہمارے یہاں قادیان میں بھی غالباً ایسے آریہ ہوں گے جنکے یہاں اولاد نہ ہوتی ہوگی اور ہم یہ گمان تو کرہی نہیں سکتے کہ ویدک آگیا پالن کرنے کے واسطے وہ ہر وقت طیار نہ ہوں مگر ہم ایسی تمام لوگوں کو یہ نیک مشورہ دیتے ہیں کہ وہ ہرگز ہرگز اس نیوگی کے اشتہار پر کاربند ہوکر اپنی عزت و آبرو نہ ڈبوئیں۔ اور بچہ لیتے لیتے کہیں استری صاحبہ کو بھی نہ روبیٹھیں۔ اور آریہ سماج کو بھی چاہئے کہ آئندہ ایسے اشتہاروں کی اشاعت روک دے۔ ہاں یہ ہم اسکو کہنا نہیں چاہتے کہ وہ نیوگ نہ کریں گو ہمارے نزدیک یہ بہت ہی گندہ مسئلہ ہے لیکن ہم اُن کے مذہبی عقائد میں دخل دینا نہیں چاہتے اگر وہ اس کے عاشق زار ہی ہیں تو خفیہ طور پر جیسا پہلے سے انکا سلسلہ جاری ہے کرلیا کریں خدا کے لئے اسطرح علانیہ اس سلسلہ کو جاری نہ کریں ورنہ تمہاری قوم پر سخت بدنما داغ پیدا ہوں گے اس لئے جو آریہ اپنے ننگ و ناموس کی کوئی قدر و قیمت سمجھتی ہیں لیکن بے اولاد بھی ہیں وہ ہرگز ہرگز اس نیوگی مشتہر سے خط و کتابت نہ کریں ورنہ زر دادن درد سر خریدن والا معاملہ ہوگا۔ مفت کی جگ ہنسائی ہوگی۔ اس ہوشیار مشتہر کی چالاکی تو دیکھو کوئی یہ نہ کہے کہ تم اپنی بیوی کو نیوگ کراؤ اسے بیمار لکھدیا ہے جس سے صاف پایا جاتا ہے کہ اُسکی نیت بخیر نہیں ہے اس لئے ہرگز ہرگز ایسے لچر اشتہاروں کی پروا نہ کی جاوے۔ نیوگ کے لئے خط و کتابت کرنے کے بجائے بہتر ہے کہ کسی تجربہ کار طبیب سے خط و کتابت کرکے اپنا علاج کرائیں اگر کوئی آریہ ایسا ہی بے صبر ہو کہ اُسے نیوگ ہی پسند ہو تو وہ جانے اُسکا کام ہم پھر کہے دیتے ہیں کہ اس بیحیائی سے بدنامی بہت ہوگی ہم اُمید کرتے ہیں کہ آریہ سماج ہمارے اس نیک مشورہ پر کاربند ہونے کی کوشش کرے گی اور آریہ گزٹ کے لائق ایڈیٹران آئندہ ایسے اشتہارات کے اندراج سے اخبار کی وقعت نہ کھوئیں گے۔ اور اگر نیوگ یہ عمل کرنا ایسا ہی اُن کو پیارا ہے اور عزیز ہے تو وہ سماج وار چند ایسے لوگ خفیہ طور پر مخصوص کر رکھیں جنکا سماجی بھائیوں کے سوا دوسرے کو علم نہ ہو مگر بہتر اور مناسب یہی ہے کہ بہت ہی مخفی طور پر جیسے اپنے گھروں میں پہلے سے وید یا نمتی والے نیوگ کرلیتے ہیں کرلیا کریں اور کسی کو کانوں کان خبر نہ ہوا کرے ہم نے محض نیک نیتی سے یہ مشورہ دیا ہے اور اُمید ہی کہ آریہ سماج اسپر عمل کرنے کی کوشش کرے گی۔

نصیحت گوش کنید لشنو و بہانہ مگیر
کہ ہرچہ ناصح مشفق بگوید بپذیر

دو انگریزوں کا قتل

اور

حضرت اقدس

علاقہ پشاور میں اندنوں کسی سفاک پٹھان نے دو بے گناہ انگریزوں کو قتل کردیا ہے اُسپر حضرت اقدس نے ایک مجمع میں فرمایا یہ جو دو انگریزوں کو مار دیا ہے یہ کیا جہاد کیا ہے؟ ایسے نابکار لوگوں نے اسلام کو بدنام کر رکھا ہے چاہئے تو یہ تھا کہ ان لوگوں کی ایسی خدمت کرتا اور ایسے عمدہ طور پر اُن سے برتاؤ کرتا کہ وہ اُسکے اخلاق اور حسن سلوک کو دیکھکر مسلمان ہو جاتے۔ مومن کا کام تو یہ ہے کہ اپنی نفسانیت کو کچل ڈالے۔

لکھا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ ایک کافر سے لڑے حضرت علی نے اُسکو نیچے گرالیا اور اُسکا پیٹ چاک کرنے کو تھے کہ اُسنے حضرت علی پر تھوکا حضرت علی یہ دیکھ کر اُس کے سینہ پر سے اتر آئے وہ کافر حیران ہوا اور پوچھا کہ اے علی! یہ کیا بات ہے آپ نے فرمایا کہ میرا جنگ تیرے ساتھ خدا کے واسطے تھا لیکن جب کہ تو نے میرے منہ پر تھوکا تو میری نفس کا بھی کچھ حصہ ملگیا اس لئے میں نے تجھے چھوڑ دیا حضرت علی کے اس فعل کا اُسپر بہت بڑا اثر پڑا۔

میں جب کبھی ان لوگوں کی بابت ایسی خبریں سنتا ہوں تو مجھے سخت رنج ہوتا ہے۔ کہ یہ لوگ قرآن کریم سے بہت دور جا پڑے ہیں اور بے گناہ النسانوں کا قتل ثواب کا موجب سمجھتے ہیں۔

بعض مولوی مجھے اسلئے دجال کہتے ہیں کہ میں انگریزوں کے ساتھ محاربہ جائز نہیں رکھتا۔ مگر مجھے سخت افسوس ہے کہ یہ لوگ مولوی کہلا کر اسلام کو بدنام کررہے ہیں کوئی ان سے پوچھے کہ انگریزوں نے تمہارے ساتھ کیا بُرائی کی ہے اور کیا دُکھ دیا ہی شرم کی بات ہے کہ وہ قوم جس کے آنے سے ہم کو ہر قسم کی راحت اور آرام ملا جسنے آکر ہمکو سکھوں کے خونخوار پنجہ سے نجات دی۔ اور ہمارے مذہب کی اشاعت کیلئے